تکشی شیو شنکر پلّے

ملیالی زبان کے معروف نثر نگار تکشی شیو شنکر پلّے 17 اپریل 1912ء کو "امے پپی" کیرل کے ایک گانو "تکشی" میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گانو سے شروع کی۔ قانون کی ڈگری تری ولارم سے حاصل کرنے کے بعد وہاں وکالت کرنے لگے۔ 10 اپریل 1999ء کو اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

اسکول کے ایک ٹیچر کے۔ کمار پلّے کے مشورے سے وہ نثر نگاری کی جانب مائل ہوئے۔ ان کی پہلی کہانی "نردھن" (ملیالی زبان میں "سادھوکل") 1929ء میں رسالہ "سروس" میں شائع ہوئی۔ اس وقت اُن کی عمر ۱۷ برس تھی۔ 1934ء میں "پرتی پھلم" کے نام سے ان کا پہلا ناول شائع ہوا۔ انھوں نے کل 32 ناول لکھے جن میں "چے مین" (1955ء)، "آ کشم" (1967ء)، "اینی پڈ پکل" (1964ء)، "دھرم ندھیو" (1970ء) اور "کیر" (1978ء) بہت مشہور ہیں۔ تین جلدوں میں انھوں نے اپنی خودنوشت بھی لکھی۔

تکشی شیو شنکر پلّے کی بنیادی شہرت بلاشبہہ ناول نویس کی حیثیت سے ہے لیکن انھوں نے اپنی ادبی زندگی کی ابتدا افسانہ نگاری سے کی تھی۔ ان کی پہلی مطبوعہ کتاب ان کے چند افسانوں کا مجموعہ "پوتھو ملار" ہے جو 1934ء میں شائع ہوا۔ تریوندرم (ترواننت پورم) میں وکالت کی تعلیم کے دوران تکما بال کرشن پلّے کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے جو ملیالی زبان کے معتبر رسالے "کیسری" کے مدیر تھے اور ملیالی کے نوجوان ادیبوں کے مشیر بھی تھے۔ ان کی ابتدائی کہانیاں بھی اسی رسالے میں شائع ہوئیں جن میں "سیلاب" کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

تکشی نے اپنے فن میں سادگی کو بنیادی اہمیت عطا کی اور ہماری عوامی زندگی کے مظاہر کو اپنے ادب میں بغیر کسی نقش ونگار کے اس طرح پیش کیا کہ ان کا فطری رنگ اُجاگر ہو جائے۔ فکشن کی تاریخ میں ایسے لوگ بڑی تعداد میں نہیں ہیں جنھوں نے انشا پردازی، تکنیکی سحر کاری اور فکر وفلسفہ کے دقیق مسئلوں میں الجھے بغیر کوئی بڑی تحریر پیش کر دی ہو۔ تکشی کی اصل بڑائی اس بات میں ہے کہ انھوں نے دیہی سماج کے جیتے جاگتے، سچّے اور بے رنگ چہروں کو اپنے افسانوں میں شامل کیا۔ ہندستان کی مختلف زبانوں میں تکشی کی کتابوں کے تراجم دستیاب ہیں۔

تکشی کی کہانیوں کے مرکزی کردار اکثر انجانے چہرے ہوتے ہیں۔ قصہ نویسی کے دوران وہ ان مقامات پر زیادہ توجہ دیتے ہیں جنھیں دوسرے لکھنے والے غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ پریم چند کے اچھے خاصے اثرات ان پر ہیں اور 1948ء میں انھوں نے پریم چند کے ناول "نرملا" پر اپنے تاثرات شائع کرائے تھے۔ ملیالی زبان میں انھیں سب سے اہم فکشن نویس کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ 1956ء میں "چے مین" ناول پر ساہتیہ اکادمی کا انعام حاصل ہوا اور 1984ء میں بھارتیہ گیان پیٹھ نے انھیں مجموعی خدمات کے اعتراف میں اپنے انعام سے نوازا۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

تکشی شیو شنکر پلّے   ترجمہ (ملیالی کہانی)

سیلاب

گانو میں اونچی جگہ پر ایک مندر ہے۔ وہاں دیوتا گلے تک پانی میں ڈوبا کھڑا ہے۔ پانی، ہر جگہ پانی ہی پانی ہے۔ تمام گانو والے بسیرا ڈھونڈنے چلے گئے ہیں۔ جس کے گھر ناو ہے، اس کے یہاں گھر کی رکھوالی کے لیے ایک آدمی رہ گیا ہے۔ مندر کے تین کمروں والی چھت پر 67 بچّے تھے۔ تین سو چھپّن لوگ، کُتّا، بلّی، بکری اور مرغے جیسے پالتو جانور، سبھی مل جُل کر رہ رہے تھے۔ کوئی جھگڑا نہیں تھا۔

چنن کو پانی میں کھڑا ہوئے ایک رات اور ایک دن ہو گیا۔ اس کے پاس ناو نہیں ہے۔ اس کے ججمان کو جان بچا کر کنارے پہنچے تین دن ہو گئے۔ جب پانی جھونپڑے میں داخل ہونے کو ہوا تو ٹہنیوں اور لٹھّوں سے تاک اور مچیا بنا لی تھی۔ یہ سوچ کر کہ پانی جلدی اُتر جائے گا، وہ دو دن تک اُسی پر بیٹھا رہا۔ اس کے علاوہ چار پانچ کیلے کا گچّھا اور پھوس کا انبار بھی تو تھا جس کی حفاظت اُسے کرنی تھی۔ اگر وہ وہاں سے چل دیا تو ساری چیزیں کوئی چالاک اُڑا لے جائے گا۔

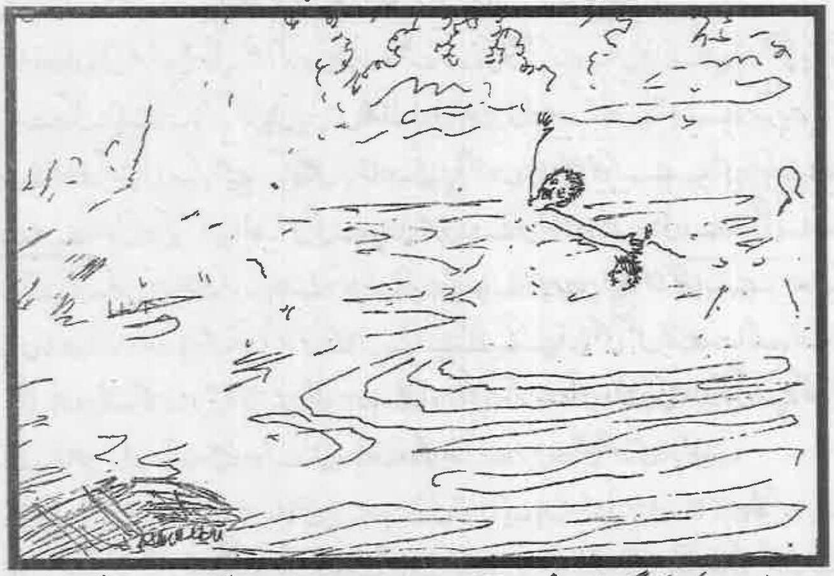

اب تو تاک اور مچیا پر بھی گھٹنا بھر پانی ہے۔ چھپّر چھانے والے ناریل کے پتّوں کی دو قطاریں پانی کے نیچے ہیں۔ اندر سے چنن چلّایا، لیکن سُنے گا کون؟ پاس ہے کون؟ حاملہ بیوی، چار بچّے، ایک بلّی اور ایک کُتّا.......... اتنے ذی حیات اُسی کے بھروسے ہیں۔ اسے یقین ہو گیا کہ جھونپڑے کے اندر سے پانی نکلنے میں تیس گھنٹے سے کم نہیں لگیں گے۔ اب تو اپنا اور کنبے کا خاتمہ سر پر ہے۔ موسلا دھار بارش تین دنوں سے لگاتار ہو رہی ہے۔ جھونپڑے کے اوپر سے ناریل کے پتّے ہٹا کر چنن کسی طرح باہر آیا۔ شمال کی طرف بڑی ناو جا رہی تھی۔ اس نے زور لگا کر ناو والوں کو پُکارا۔ ناو والے، خوش قسمتی سے وہ بات سمجھ گئے۔ انھوں نے ناو جھونپڑے کی طرف موڑ دی۔ چنن

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

اپنے بچّوں، بیوی، کُتّے اور بلّی کو ایک ایک کر کے چھپّر سے باہر لے آیا۔ تب تک ناو بھی آ گئی۔

بچّے ناو پر چڑھنے لگے۔ ''چھنن بھائی، سنو ذرا!'' مغرب کی طرف سے کوئی بُلا رہا تھا۔ چھنن نے مڑ کر دیکھا۔ ''اِدھر آؤ!!'' وہ کُنجپ پَن تھا۔ اپنی مچیا پر سے بُلا رہا تھا۔ چھنن نے بیوی کا ہاتھ پکڑ کر اسے ناو پر بٹھایا۔ اُسی تاک میں بلّی بھی ناو پر چڑھ گئی۔ کسی کو کُتا یاد نہیں آیا۔ وہ جھونپڑے کے پچھلے حصے میں اِدھر اُدھر کچھ سونگھتا چل رہا تھا۔

ناو چل پڑی۔ کُتا چھپّر پر لوٹ آیا۔ تب تک چھنن کی ناو دور جا چکی تھی۔ وہ جیسے اُڑ رہی تھی۔ کُتا دل سوز تکلیف سے کِکیانے لگا۔ بے سہارا آدمی کی طرح اُس نے آواز دی۔ کون تھا اُسے سُننے کو؟ جھونپڑے کے چاروں طرف وہ گھوما۔ کہیں کہیں سونگھا اور پھر کِکیانے لگا۔

ایک مینڈک آرام سے مچیا پر آ بیٹھا تھا۔ یہ غیر متوقع شور و غل سُن کر وہ ڈر گیا اور کتّے کے سامنے سے پانی میں کود پڑا، دھم ..... کُتا ڈر کر کانپنے لگا اور پیچھے اُچک کر پانی کو دیکھتا رہا، پانی ہل رہا تھا۔

شاید کھانا کھوج رہا ہوگا۔ کُتا اِدھر اُدھر سونگھنے لگا۔ کوئی مینڈک اس کی ناک میں پیشاب کر کے پانی میں کود گیا۔ کُتّے کو بے چینی میں چھینکیں آنے لگیں۔ وہ سر ہلا ہلا کر چھینکا۔ پھر آگے کے پیر سے اس نے منہ پونچھ لیے۔

موسلا دھار بارش پھر شروع ہو گئی۔ کُتا اُکڑوں بیٹھ کر برداشت کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس کا مالک 'اَنپ لپشا' پہنچ چکا تھا۔

رات ہو گئی۔ ایک خوف ناک گھڑیال پانی میں نصف ڈوبی جھونپڑی کو چھوتے ہوئے آہستہ سے بہہ گیا۔ کُتا خوف سے دُم ہلاتے ہوئے بھونکا۔ گھڑیال بہہ گیا جیسے وہ کچھ نہیں جانتا ہو۔ مچیا پر اُکڑوں بیٹھا کُتا بھوک سے بے چین ہو کر کالے بادلوں اور اندھیرے سے بھرے ماحول کو دیکھ کر کِکیا اُٹھا۔ اُس کی بے چارگی بھری رونے کی آواز دور تک سُنائی دے رہی تھی۔ ہمدردی میں ہوا اُسے لے کر آگے بڑھی۔ گھر کی حفاظت کرنے والے لوگوں نے کہا ہوگا۔ ہائے! چھت پر بیٹھا کُتا کِکیا رہا ہے۔ سمندر کے کنارے اس کا مالک اُسی رات کا کھانا کھا رہا ہوگا۔ کھانا ختم کر کے اس نے اپنے کُتّے کے لیے آج بھی مٹھی بھر بھات الگ رکھ چھوڑا ہوگا۔

کُتا کچھ دیر تک لگاتار اونچی آواز میں کِکیاتا رہا۔ پھر آواز ہلکی ہو کر بند ہو گئی۔ شمال کی سمت کوئی اپنے گھر بیٹھے رامائن سُنا رہا تھا۔ کتّے نے اس طرف دیکھا، جیسے وہ اُسے سُن رہا ہو۔ وہ گلا پھاڑ کر دوسری بار بھی تھوڑی دیر کِکیایا۔

خاموش رات میں میٹھی آواز میں رامائن پڑھے جانے کی آواز ایک بار پھر سُنائی پڑی۔ کُتا کان لگا کر دیر تک اُسے سُنتا رہا۔ ٹھنڈی ہوا میں وہ خاموش میٹھی آواز تحلیل ہو گئی۔ ہوا کے جھونکے اور لہروں کی آواز کو چھوڑ کر اور کچھ سنائی نہیں پڑا۔

مچیا کے سب سے اوپر چھنن کا کُتا سو گیا اور لمبی سانسیں لینے لگا۔ بیچ بیچ میں وہ مایوس ہو کر کِکیاتا بھی رہا۔ اسی وقت مینڈک نے چھلانگ لگائی۔ کُتا دوبارہ بے چین ہو اُٹھا۔

صبح ہو گئی۔ کُتا دھیمی آواز میں پھر کِکیانے لگا۔ اُس نے دِل سوز راگ چھیڑا۔ پانی کی سطح پر اُچھلتے کودتے مینڈکوں کو وہ ٹکٹکی لگا کر دیکھتا رہا۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

پانی کے اوپر دکھائی دے رہے جھونپڑے کے پتوں کو اُس نے حسرت سے دیکھا۔ ہر طرف ویران۔ کہیں پر چولھا بھی نہیں جل رہا تھا۔ کُتا اُن مکھیوں کو پکڑ رہا تھا جو اُس کے بدن کو خوشی سے کاٹ رہی تھیں۔ پچھلے پیروں سے منھ کو بار بار کُھجلا کر وہ مکھیوں کو بھگانے لگا۔

تھوڑی دیر کے لیے سورج نکلا۔ صبح کی دھوپ میں وہ تھوڑا سو یا بھی۔ اُس کیلے کے پتے کا سایہ مچیا پر پڑ رہا تھا جو نرم ہوا میں ہل ڈول رہا تھا۔ کُتا اُس پر بھی لپک اُٹھا۔ وہ ایک بار پھر بھونکا۔

بادلوں سے سورج چھپ گیا۔ سب جگہ اندھیرا۔ ہوا نے پانی میں لہریں پیدا کر دیں۔ پانی کی سطح پر جانوروں کی لاشیں بہہ رہی تھیں۔ لہروں میں پڑ کر اُن کا بہاؤ اور تیز ہو گیا تھا۔ وہ ہر طرف بے روک ٹوک بہتی جا رہی تھیں۔ کُتے نے حسرت سے ان سب کو دیکھا اور پھر کِکیانے لگا۔

دور کہیں کوئی چھوٹی ناو تیزی سے جا رہی تھی۔ وہ اُٹھ کر دُم ہلانے لگا۔ اس ناو کی رفتار دیکھنے لگا مگر وہ جلدی ہی غائب ہو گئی۔

پانی برسنے لگا۔ کُتے نے اُکڑوں بیٹھ کر چاروں طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے کسی کو بھی رُلا دینے والی بے بسی کی کیفیت ظاہر ہو رہی تھی۔

بارش ختم ہو گئی۔ اُتر کے گھر سے ایک چھوٹی ناو آئی اور ناریل کے درخت کے پاس رُک گئی۔ کُتا دُم ہلاتے اور جمائیاں لیتے ہوئے کِکیایا۔ ناو والا ناریل کے پیڑ پر چڑھ کر کچے ناریل توڑنے کے بعد نیچے اُترا۔ وہ ناو پر ہی ناریل کا پانی پی کر پتوار لے کر ناو کھینے لگا۔

دور کسی پیڑ کی ٹہنی سے ایک کوا اُڑ کر آیا اور اُس سڑی گلی لاش پر اُترا جو ایک موٹے بھینسے کی تھی۔ کا کُتا خوشی سے اُسے دیکھ کر بھونک اٹھا۔ کوا بھینسے کا گوشت نوچنے لگا تھا۔ پھر مطمئن ہو کر وہ بھی اُڑ گیا۔

ایک ہری چڑیا جھونپڑے کے پاس کھڑے کیلے کے پیڑ پر آ بیٹھی اور چہکنے لگی۔ کُتا بے چین ہو کر پھر بھونکا۔ وہ چڑیا بھی اُڑ گئی۔

پہاڑوں سے آ رہے پانی پر چینٹیوں کا ایک جھنڈ تھا جو جا کر جھونپڑے میں پھنس گیا۔ پھر بچ گیا۔ کھانے کی چیز سمجھ کر کُتا اُسے سونگھنے لگا۔ وہ ایک دم چھینک اُٹھا، اس کا چہرہ لال ہو کر تھوڑا سا سوج گیا تھا۔

دوپہر بعد، ایک چھوٹی ناو میں دو آدمی اُس طرف آئے۔ کُتا دُم ہلا کر انھیں دیکھ کر بھونکنے لگا۔ وہ اپنی زبان میں کچھ بولا جو انسان کی زبان جیسی تھی۔ پانی میں اُتر کر ناو چڑھنے کو وہ تیار کھڑا تھا۔ ''دیکھ، ایک کُتا کھڑا ہے۔'' اُن میں سے ایک نے کہا۔ کُتا ایک بار پھر کِکیایا، جیسے وہ ان کی ہمدردی کا شکریہ ادا کر رہا ہو۔ ''وہیں رہنے دے۔'' دوسرے آدمی نے کہا۔ کُتا منھ بند کر کے کچھ بولنے لگا، ایک دو بار اُس نے کودنے کی کوشش بھی کی۔

ناو دور چلی گئی۔ کُتا پھر ایک بار کِکیایا۔ ناو والوں میں ایک نے مڑ کر دیکھا۔

''ہائے!''

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

یہ ناو والے کی نہیں، کُتے کی آواز تھی۔

''ہائے!''

اس کی تھکی ماندی اور دل چھونے والی بے بس رُلائی دور ہوا میں ڈوب گئی۔ پھر لہروں کا لامتناہی شور۔ کسی نے پھر مُڑ کر نہیں دیکھا۔ کُتا اُسی طرح، ناو کے غائب ہو جانے تک کھڑا رہا۔ وہ بھونکتا ہوا مچیا پر چڑھ گیا، جیسے کہہ رہا تھا کہ اب دنیا سے آخری وداع لے رہا ہے۔ شاید کہہ رہا ہو کہ وہ آگے کبھی کسی آدمی کو پیار نہیں کرے گا۔

اس نے تھوڑا پانی پیا، پھر اوپر اڑنے والی چڑیوں کو دیکھا۔ لہروں میں بہتا ہوا ایک سانپ اُس کے پاس آیا۔ کُتا جھٹ سے مچیا پر جا پہنچا۔ چنن اور اس کا خاندان جس سوراخ سے باہر نکلے تھے، اُسی سے سانپ اندر چلا گیا۔ کتے نے سوراخ کی طرف جھانکا۔ وہ پھر بھونکنے لگا۔ پھر کیکیایا۔ اُس کی آواز میں جان کا خوف اور بھوک دونوں تحلیل ہو گئے تھے۔ وہ زبان، کسی بھی زبان کا بولنے والا، یہاں تک کہ سیارے کی مخلوق بھی سمجھ سکتی تھی۔ اتنی پُر اثر تھی اُس کی زبان۔ رات ہو گئی۔ خوف ناک طوفان آیا۔ دو بار کُتا اوپر سے نیچے گرتے گرتے بچا۔ ایک لمبا سر پانی کے اوپر اٹھا۔ وہ ایک گھڑیال تھا۔ کُتا جان کے خوف سے بھونکنے لگا۔ پاس ہی کہیں مرغیوں کی ایک ساتھ رونے کی آواز سُنائی دی تھی۔

''کُتا کہاں سے بھونک رہا ہے؟ یہاں سے لوگ گئے نہیں کیا؟'' کیلے کے پیڑ کے پاس ایک ناو آئی جو پھوس، ناریل اور کیلوں سے بھری ہوئی تھی۔

کُتا ناو والوں کی طرف مُڑ کر بھونکنے لگا۔ وہ غصّے میں، دُم اٹھائے، پانی کے پاس گیا اور پھر بھونکا۔ ناو والوں میں سے ایک کیلے کے پیڑ پر چڑھ گیا۔

''بھائی، لگتا ہے کہ کُتا لپکے گا۔''

کُتا آگے کی طرف لپکا بھی۔ کیلے پر سے وہ آدمی گر پڑا۔ دوسرے نے اُسے ہاتھ دے کر ناو پر چڑھایا۔ اتنی دیر میں کُتا تیر کر مچیا پر جا پہنچا اور بدن جھٹکتے ہوئے غصّے سے بھونکنے لگا۔ چوروں نے کیلے کے گچھے کاٹ لیے۔ ''تجھے مل جائے گا۔'' گلا پھاڑ بھونک رہے کتّے سے اُنھوں نے کہا۔ پھر اُنھوں نے پھوس ناو میں ڈالا۔ آخر میں ایک آدمی مچیا کے اوپر چڑھا تو کتّے نے اس کا پانو اس طرح بھنبھوڑا کہ اس کے منہ میں گوشت بھر گیا۔ ''ہائے!'' وہ آدمی روتے ہوئے کود کر ناو پر چڑھا۔ ناو میں کھڑے آدمی نے پتوار لے کر کتّے کے پیٹ پر دے مارا۔

''کیں۔۔۔کیں۔۔۔کیں!'' کتّے کی آواز مدّھم ہوگئی۔ کتّے نے جسے کاٹا تھا، وہ ناو پر رو رہا تھا۔

''ارے! چپ رہ۔ کوئی۔۔۔۔۔۔'' دوسرے نے اُسے دلاسا دیا۔ وہ آگے بڑھ گئے۔

بہت دیر بعد کتّے نے اس طرف دیکھا اور بھونکا جہاں سے ناو چلی گئی تھی۔

آدھی رات کے قریب کا وقت۔ ایک جانور کی لاش بہتی ہوئی جھونپڑے سے آ لگی۔ کُتا اُسے اوپر سے دیکھ رہا تھا۔ وہ نیچے نہیں اترا۔ لاش آہستہ آہستہ بہنے لگی۔ کُتا کیکیایا۔ ناریل کے پتے کو اس نے چھیلا۔ دُم ہلائی۔ جھونپڑے سے ہٹ رہی لاش

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

کے پاس گیا اور دانتوں سے اُسے نزدیک کھینچ کر کھانے لگا۔ خوف ناک بھوک مٹانے کو اُسے کافی غذا مل گئی تھی۔

'ٹھے'، ایک زور کی آواز!

کُتا دکھائی نہیں پڑا۔ جانور کی لاش تھوڑی ڈوب کر بہہ گئی۔

تب سے صرف طوفان کا شور، مینڈک کی ٹرّاہٹ اور لہروں کی آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔ اور کچھ نہیں۔ ہر طرف خاموشی۔ گھر کی حفاظت کرنے والے لوگوں نے پھر کتے کی رُلا دینے والی آواز نہیں سُنی۔ سڑی گلی لاشیں پانی کی سطح پر اِدھر اُدھر بہہ رہی تھیں۔ کسی پر بیٹھا کوّا گوشت نوچ نوچ کر آرام سے کھا رہا تھا۔ کوئی دشواری یا ممانعت نہیں تھی۔ چوروں کو بھی اپنے کام میں خلل نہیں پڑا۔ ہر طرف سنّاٹا!

تھوڑی دیر بعد وہ جھونپڑا گر پڑا اور پانی میں ڈوب گیا۔ تاحدِ نظر سوائے پانی، کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اپنے مالک کے گھر کی حفاظت اس وفادار کتے نے آخری سانس تک کی۔ وہ چلا گیا۔ لیکن جھونپڑا تب تک پانی کی سطح پر کھڑا رہا جب تک اُس کتے کو گھڑیال نے پکڑ نہیں لیا۔ اب وہ پانی میں بالکل ڈوب چکا تھا۔

پانی اُترنے لگا۔ چنن کتے کو تلاش کرتا ہوا وہاں آیا۔ ایک ناریل کے پیڑ کے نیچے کتے کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ لہریں اُسے دھیرے دھیرے کھسکا رہی تھیں۔ پانو کے انگوٹھے سے چنن نے اُسے ہلایا، اُسے الٹ کر دیکھا۔ اُسے یقین نہیں ہو سکا کہ یہ اُسی کا کُتا ہے۔ اُس کا ایک کان کٹ گیا تھا۔ کھال سڑ جانے سے رنگ کا بھی پتا نہیں چل رہا تھا۔

لفظ و معنی

ججمان – لفظ 'یجمان' کا بدلا روپ بہ معنی یگیہ کرانے والا۔ موجودہ دور میں ہندو قوم میں پوجا پاٹھ کے لیے برہمن کو مدعو کرنے والا شخص، اُس برہمن کا ججمان کہا جاتا ہے۔

انبار – ڈھیر

قطار – صف، ترتیب، سلسلہ

بھنبھوڑنا – درندہ جانور کا کسی کا دانتوں سے کاٹنا، پھاڑنا، نوچنا

لامتناہی – جس کی کوئی انتہا نہ ہو

وداع – رخصت

تحلیل – گھل جانا، ہضم ہو جانا

آپ نے پڑھا

❑ سیلاب میں گھری زندگیوں کی یہ ایک مختصر کہانی ہے۔ افسانہ نگار نے تباہی اور بربادی کی کوئی لمبی چوڑی داستان نہیں سنائی۔ اُس نے نقصانات کا کوئی تفصیلی گوشوارہ تیار نہیں کیا۔ ایک جانور (کتے) کو مرکزیت عطا کر کے تکشی شیو شنکر پلّے نے اس افسانے کو بشر دوست شہ پارہ بنا دیا ہے۔ رحم دلی، وفاداری، ایثار اور احساسِ ذمّے داری کو

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

اس افسانے میں بالکل انوکھے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

- دنیا میں مختلف جانوروں میں کتے اور گھوڑے کی وفاداریاں مشہور ہیں۔ دونوں جانور اپنے مالک کے وفادار ہوتے ہیں۔ اپنے آقا کی جان و مال کی حفاظت میں اپنی جان کو نچھاور کر دیتے ہیں۔ اس کہانی میں بھی کتا بھوکا پیاسا رہ کر اپنے مالک کے گھر کی حفاظت کرتا ہے۔ مالک اپنے بچوں کے سامنے وفادار جانور کو نظر انداز کر سکتا ہے لیکن وفادار جانور ہر حال میں اپنے مالک کے تئیں وفادار رہتا ہے۔
- تکشی شِیو شنکر پلّے کی افسانہ نگاری کی یہ خاص بات ہے کہ کسی معمولی کردار یا غیر اہم صورتِ حال سے بات کی ابتدا کر کے وہ ایسے غیر معمولی اور اہم نتائج اخذ کرتے ہیں کہ پڑھنے والا حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ یہ ان کی مخصوص افسانوی تکنیک ہے۔ ''سیلاب'' افسانے میں بھی 'کتے' پر سارا ارتکاز ان کے اِسی انداز کو واضح کرتا ہے۔
- تکشی کے ہاں وحدتِ تاثر اپنے مثالی رنگ میں موجود ہے۔ واقعات کی تفصیل بتاتے ہوئے وہ کبھی بھی نفسِ مضمون سے دور نہیں جاتے۔ ''سیلاب'' افسانے میں بھی اس خصوصیت کو آپ نے بہ غور دیکھا ہوگا۔

آپ بتایئے

1- یہ افسانہ کس زبان میں لکھا گیا؟
2- تکشی شیو شنکر پلّے کب اور کہاں پیدا ہوئے؟ ان کی دو کتابوں کے نام بتایئے۔
3- مندر کی چھت پر کتنے بچّے تھے؟
4- یہ کہانی کس انسانی کردار کے ذکر سے آگے بڑھتی ہے؟
5- چنن کے ساتھ ناو پر کون نہیں جا سکا؟
6- خاموش رات میں کس کی آواز سنائی پڑی؟
7- چنن اور اس کے گھر والے جس سُوراخ سے باہر آئے تھے، اس سے کون اندر چلا گیا؟
8- چوروں کی ناو کن چیزوں سے بھری ہوئی تھی؟
9- کُتّے کی موت کیسے ہوئی؟
10- کس نے اپنی وفاداری آخر تک نبھائی؟

مختصر گفتگو

1- کہیں بھی قدرتی آفات کے وقت کیسے لوگوں کی زندگی پر بن آتی ہے اور کیوں؟
2- سیلاب میں پانی کہاں کہاں سے آ کر نقصان پہنچاتا ہے؟
3- سیلاب میں چنن کے گھر کا حال کیسا تھا؟
4- کُتّے کے کس فعل سے آپ متاثر ہوئے؟

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)

5- کُتے کا مالک اسے کیوں نہیں پہچان سکا؟
6- اس افسانے کا عنوان ''سیلاب'' مناسب ہے؟ اس افسانے کے لیےکوئی نیا عنوان تلاش کیجیے۔
7- سیلاب میں چوروں کی سرگرمی کیوں بڑھی ہوئی تھی؟
8- سیلاب سے بچنے کے لیےاس افسانے میں کون کون سی ترکیبیں کام میں لائی گئی ہیں؟

تفصیلی گفتگو

1- اس افسانے میں کن وجوہات کی بنا پر کتا مرکزی کردار بن گیا؟
2- رات کی خاموشی میں سیلاب کی صورتِ حال کا منظر لکھیے۔
3- اس افسانے میں کن کن جانوروں کا ذکر ہوا ہے؟لکھیے۔
4- مصنف نے کتے کو مرکزی کردار کیوں بنایا ہے؟
5- کتے کی جگہ کوئی دوسری شے اگر کشتی کی اس کہانی کے مرکز میں ہوتی تو شاید درد وکرب اور وفاداری وجاں نثاری کی وہ فضا قائم نہیں ہو پاتی جو اس افسانے کا جزوِخاص ہے؟''
درج بالا قول کے اثبات یا نفی میں اپنے خیالات قلم بند کریں۔

آیئے، کچھ کریں

1- اپنے علاقے میں آنے والے سیلاب کے اثرات کا بہ غور جائزہ لیں اور اُنھیں لکھ کر اپنے استاد کو دکھائیں؟
2- کیا آپ کے علاقے میں سیلاب سے متاثر مقام پر امدادی کیمپ لگتا ہے؟ اگر ہاں تو وہ لوگ کون سے کام کرتے ہیں؟ کاپی پر لکھ کر بتایئے۔
3- آپ سیلاب زدگان کی مدد کس طرح کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں، اس کی تفصیل تیار کیجیے۔
4- سیلاب کے اسباب کے بارے میں اپنے جغرافیہ کے استاد سے معلومات حاصل کیجیے۔
5- کیا آپ کے اسکول کی لائبریری میں جنوبی ہندستان کی کسی زبان کے ادیب کی مترجمہ کتاب موجود ہے؟ اُسے حاصل کر کے پڑھیے اور اپنے تاثرات لکھ کر استاد کو دکھایئے۔
6- کیا آپ نے سیلاب کا منظر کبھی ٹیلی ویژن پر دیکھا ہے؟ اخباروں میں اس سے متعلق خبریں پڑھی ہیں؟ آپ ان وجوہات کی تلاش کیجیے جن سے صوبۂ بہار سیلاب کی زد میں آتا ہے۔ اس سے نجات اور بچاو کی جو صورتیں ہو سکتی ہیں، انھیں اپنی کاپی میں درج کیجیے۔
7- اس افسانے میں سیلاب کا جو منظر مصنف نے قلم بند کیا ہے، اُسے نیوز رپورٹ کی شکل میں تبدیل کیجیے۔

© copyright reserved to BSTBPC, Government of BIHAR (www.bstbpc.gov.in).
Publishing web/app/books will be a crime. Published by Abdiel Solutions (www.absol.in)